احرار اور تحریک تحفظ ختم نبوت

احرار کی پاکستان میں مرزائیت سے پہلی ٹکر (قسط 9)

مجلس احرار اسلام نے ۱۳ جنوری ۱۹۴۹ء کے اپنے فیصلہ کے مطابق مروجہ الیکشنی سیاست سے علیحدگی اختیار کرلی اور اپنی تمام تر سرگرمیاں تبلیغی میدان تک محدود کرلیں خصوصاً سارقانِ ختم نبوت مرزائیوں کے محاسبہ اور تحفظ ختم نبوت کو اپنے ذمہ لیکر ملک بھر میں اس کے لئے جدوجہد شروع کردی اور الیکشنی سیاست کا میدان مسلم لیگ کے لئے کھلا چھوڑ دیا۔

وزیر اعظم پاکستان لیاقت علی خاں مرحوم جو اس وقت مسلم لیگ کے بھی صدر تھے، نے پنجاب میں ممدوٹ اور دولتانہ کی اقتداری کشمکش سے تنگ آ کر بذریعہ گورنر پنجاب اسمبلی تڑوا کر ۱۹۵۰ء میں نئے انتخاب کا اعلان کر دیا۔

احرار چونکہ مسلم لیگ کے حلیف تھے تو اس سلسلہ میں مجلس احرار اسلام سے بھی بات ہوئی اور کچھ سیٹوں کی پیش کش بھی کی گئی تو احرار رہنماؤں نے کہا کہ آپ صرف اتنا کریں کہ مسلم لیگ کا ٹکٹ کسی مرزائی کو نہ دیں۔ ہم مسلم لیگ کی بے لوث حمایت کریں گے۔ یہ گفتگو لیاقت علی خاں مرحوم اور احرار کے نمائندہ قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم کے درمیان طے پائی۔ لیکن جب مسلم لیگ کے ٹکٹ ہولڈروں کے نام شائع ہوئے تو ان میں تین مرزائی شامل تھے اور پانچ مرزائی ربوہ کے ٹکٹ پر کھڑے تھے۔ جب اس پر لیاقت علی خاں مرحوم سے احتجاج کیا گیا تو مرحوم نے اپنی برات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب کے پارلیمنٹری بورڈ نے بالاہی بالا یہ اعلان کر دیا ہے تاہم ان سیٹوں پر نہ تو مسلم لیگ کی طرف سے الیکشن میں امیدواروں کی کوئی مدد کی جائے گی نہ ہی میں ان حلقوں میں جاؤں گا۔ قاضی احسان احمد شجاع آبادی نے وزیر اعظم سے ڈسکہ ضلع سیالکوٹ کے ریلوے اسٹیشن پر ان کے سیلون میں ملاقات کر کے واضح کر دیا کہ مجلس احرار اسلام مرزائیوں کی مخالفت تمام سیٹوں پر کریگی۔ نیز مرزائیت کا کچا چٹھا اور سر ظفر اللہ کی اسلام اور ملک دشمن سرگرمیوں کو بھی طشت از بام کیا۔ جس سے لیاقت علی خاں مرحوم بہت متاثر ہوئے۔

چک جھمرہ ضلع لائل پور (فیصل آباد) کے حلقہ میں چودھری عصمت اللہ مرزائی مسلم لیگ کے ٹکٹ پر الیکشن میں امیدوار تھا یہ جٹ برادری سے تعلق رکھتا تھا۔ یوں تو جٹ برادری حلقہ میں کافی تعداد میں آباد ہے لیکن مرزائی خال خال ہیں۔ مقابلہ میں دیگر کئی امیدوار بھی کھڑے تھے جن میں دو راجپوت اور چار ارائیں تھے۔ ارائیوں کے بھی کئی دیہات حلقہ میں موجود ہیں۔ مجلس احرار اسلام نے لائل پور کو ہی بیس بنا کر اللہ کا نام لیکر کام شروع کر دیا۔ چک جھمرہ میں پہلے جلسہ عام کا اعلان لوکل اخبارات، غریب، سعادت، عوام کے ذریعہ کیا۔

مقررہ تاریخ کو لائل پور سے مولانا محمد علی جالندھری، مرزا غلام نبی جانباز، شیخ خیر محمد، حافظ عبدالرحمان مرحومین اور شیخ عبدالمجید امرتسری بمعہ لاوڈ سپیکر شام کو چک جھمرہ پہنچ گئے بیشتر ازیں حافظ سلامت اللہ جالندھری جو کہ حافظ قرآن اور نابینا تھے صبح ہی سے چک جھمرہ پہنچ گئے تھے اور شہر میں منادی کر رہے تھے۔ مولانا ابراہیم خادم مرحوم پنجابی نظمیں بھی پڑھ رہے تھے بعض جگہ مرزائیوں سے پٹے بھی! انکی رپورٹ کے مطابق عصمت اللہ غلہ منڈی میں آڑھت کی دوکان کرتا ہے اور پولیس کا ٹاؤٹ بھی ہے علاقہ کے غنڈہ عناصر سے میل جول کی وجہ سے لوگوں پر اسکا خاصہ رعب ہے۔ بدیں وجہ جلسہ کامیاب نہیں ہوگا کیونکہ جب مرزائیوں نے مجھ پر حملہ کرنے اور مجھے مارنے کی کوشش کی تو عام لوگوں نے محض بیچ بچاؤ پر اکتفا کیا۔ یہاں صرف حکیم جمال الدین صاحب میرے واقف اور پرانے احراری ہیں اور میں انکے پاس ہی ٹھہرا ہوا ہوں آئیے انکے پاس چلتے ہیں! جب ہم حکیم جمال الدین صاحب سے ملے تو مزید حالات سامنے آئے۔ حکیم صاحب کا کہنا تھا کہ پہلے یہاں دو چار میٹنگیں کرتے کچھ ساتھی اکٹھے ہو جاتے تو ہمارے لئے آسانی رہتی اب آپ نے غلہ منڈی میں جلسہ کا اعلان کیا ہے تو عصمت اللہ غلہ منڈی کا صدر بھی ہے اور کافی اثر و رسوخ رکھتا ہے۔ خیر جلسہ تو ہم نے اب کرنا ہی ہے آپ میری صدارت میں جلسہ کریں اس سے یہ ہو گا کہ لوگ سمجھیں گے کہ میں نے بلوایا ہے۔ میرا بھی تھوڑا بہت اثر ہے۔ اللہ بہتر کریگا۔ عشاء کے بعد جلسہ کا آغاز حکیم جمال الدین صاحب کی صدارت میں تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ حاضری معمولی تھی۔ بہر حال شیخ عبدالمجید نے سائیں محمد حیات پسروری کی نظم شروع کی۔ ابھی دو تین شعر ہی پڑھے تھے کہ جلسہ گاہ سے آواز آئی بکواس بند کرو! پھر دو چار آوازیں اور ابھریں، جلسہ بند کرو اور سامان اٹھا کر بھاگ جاؤ، ورنہ تمہاری لاشیں بھی نہ ملیں گی!

اتنی دیدہ دلیری اور احرار کے جلسہ میں؟ ہمارا خون کھول اٹھا۔ جانباز مرحوم نے شیخ عبدالمجید کو مائک سے ہٹا کر خود بولنا شروع کیا۔ اسی اثناء میں مقامی ایس۔ ایچ۔ او مولانا محمد علی صاحب کو ایک طرف لیجا کر ہاتھ باندھے کھڑا تھا اور کہہ رہا تھا کہ مرزائی فساد پر آمادہ ہیں اور میرے پاس تھانے میں صرف دو سپاہی ہیں بقیہ چار راؤنڈ پر جا چکے ہیں۔ اور پھر آپ نے جلسہ کا اسٹیج عصمت اللہ کی دکان کے آگے بنالیا ہے۔ بیک پر انکی دکان ہے۔ چھت سے کوئی اینٹیں برسانا شروع کر دے تو جب تک ہم آئیں گے وہ بھاگ چکے ہوں گے۔ آپ مہربانی کر کے جلسہ ملتوی کر دیں اگر کوئی گڑبڑ ہو گئی جیسا کہ یقینی ہے تو سب سے پہلے میری پیٹی اترے گی۔ میرے چھوٹے چھوٹے بچے ہیں۔ مہربانی کریں جلسہ ملتوی کر دیں۔ آپ جلسے کی کوئی اور تاریخ رکھ لیں۔ تاکہ میں فورس کا انتظام کر لوں۔ مولانا نے حالات کے پیش نظر کیونکہ جانباز صاحب کی تقریر کے باوجود مجمع جوں کا توں بیٹھا رہا (بعد میں پتہ چلا کہ حاضرین اکثر مرزائی تھے یا ان کے زیر اثر لوگ) جلسہ ملتوی کر دیا لیکن اس شرط کے ساتھ کہ مختصراً چند باتیں کہہ کر جلسہ ملتوی کرنے کا اعلان کرتا ہوں تاکہ لوگ پر امن طور پر منتشر ہو جائیں۔ چنانچہ مولانا سٹیج پر آئے اور فرمایا کہ الیکشن کمپین میں ہر پارٹی کو حق ہوتا ہے کہ وہ اپنے امیدوار کی

حمایت میں جلسہ کرے! اور اپنا پروگرام پبلک کے سامنے رکھے۔ ہم نے بھی اپنا یہ حق استعمال کرنا چاہا لیکن پولیس آفیسر اپنی مجبوری ظاہر کر رہا ہے! کہ میرے پاس فورس نہیں ہے اور نقص امن کا خطرہ ہے۔ فورس کا انتظام کیوں نہیں کیا گیا۔ جبکہ ہم نے جلسہ کا اعلان بذریعہ اخبارات کئی روز پہلے سے کر دیا تھا۔ تاہم پولیس بھی اپنی ہے اور حکومت بھی اپنی ہے! اب ہم اپنی رضاکار فورس لا کر جلسہ کریں گے! اور تاریخ کا اعلان اخبارات میں ہو جائیگا۔

اس وقت بڑی مختصر بات آپ سے کہنی تھی وہ یہ کہ مرزائی اور مسلمان دو جدا جدا قومیں ہیں۔ پنجابی میں (بھئی انہاں دی کھرلی وکھری کر دیو سانجھے پٹھے نہیں کھادے جاندے) (یعنی مرزائیوں کی کھرلی علیحدہ کر دیں چارہ اکٹھے نہیں کھا سکتے)

اس پر ایک نوجوان نے سٹیج پر چڑھ کر مولانا کی چادر جو انہوں نے اوڑھ رکھی تھی کھینچ کر کہا مولانا آپ معاہدے کی خلاف ورزی کر رہے ہیں؟ یہی بات جو آپ نے ایک فقرے میں کہہ دی ہے دو گھنٹے میں کہنی تھی تقریر بند کریں!

معلوم ہوا کہ مرزائیوں کی پولیس سے ساز باز ہو چکی تھی بوجوہ پولیس انکی حمایت کر رہی تھی۔

چنانچہ جلسہ ختم کر کے ہم حکیم جمال الدین صاحب کے گھر چلے گئے۔ کھانا وغیرہ کھا کر رات کو لائل پور آ گئے

صبح باہم مشاورت سے چک جھمرہ میں جلسہ عام کی تاریخ مقرر کی گئی۔ اور لوکل اخبارات نیز روزنامہ آزاد لاہور میں خبر دے دی گئی۔ تمام ماتحت جماعتوں کو ایک سرکلر کے ذریعہ مطلع کیا گیا کہ پوری تیاری کے ساتھ باوردی شامل ہو کر جلسہ کو کامیاب کریں۔ نزدیکی اضلاع میں عموماً اور لائل پور میں خصوصاً یہ خبر حیرت اور اچھنبے کے ساتھ سنی گئی کہ چک جھمرہ میں احرار اسلام کا جلسہ ناکام کر دیا گیا ہے۔ بہر حال کئی دن یہ چرچا رہا کہ دیکھیں اب احرار کیا کرتے ہیں۔ اب ہم نے عصمت اللہ پر دوسرا وار کیا۔ حلقہ کے تمام مسلمان امیدواران اسمبلی کو اکٹھا کیا اور سب سے درخواست کی کہ سب کسی ایک نام پر متفق ہو جائیں تاکہ مسلمان ووٹ تقسیم ہو کر عصمت اللہ کی کامیابی کا باعث نہ بنیں۔

بات چلی تو یہ کام بہت مشکل ثابت ہوا۔ ایک دوسرے سے گلے شکوے، پرانی رنجشیں، برادریوں کے معاملات۔ جن کو دور کرنا سانپ کے منہ سے کوڑھی لانے کے مترادف تھا۔ بہر حال راجپوت برادری کے دو آدمی کھڑے تھے، مولانا کے سمجھانے بجھانے پر وہ تو جلد ہی بیٹھ گئے۔ اللہ انکا بھلا کرے بات انکی سمجھ میں آ گئی۔ البتہ ارائیوں کا معاملہ ذرا ٹیڑھا ہو گیا۔ کئی اجلاس ہوئے لیکن کسی ایک پر اتفاق نہ ہو سکا۔ اس سلسلہ میں میاں محمد عالم (عالم کافی ہاؤس والے) نے بہت کام کیا انکا سسرالی گاؤں اسی حلقہ میں تھا اس نے بھی فائدہ اٹھایا خود بھی ارائیں تھے۔

پیر قطبی شاہ:

پیر صاحب کہاں کے رہنے والے تھے، معلوم نہیں۔ غالباً جھنگ کے علاقے سے تعلق تھا، بولی ٹھولی ایسی ہی تھی لیکن چک جھمرہ کے اکثر دیہات میں معروف پیر تھے۔ ان کے مریدوں اور عقیدت مندوں کی علاقہ میں بہتات تھی۔ میاں محمد عالم کے سسرالی گاؤں میں بھی ان کے کافی مرید تھے۔ میاں صاحب نے ایک دن اپنے سسرال والوں کی وساطت سے پیر صاحب سے ملاقات کی اور حضور ختم المرسلین ﷺ کے حوالے سے بات شروع کی تو پیر صاحب نے اپنی بولی میں کہا "میں قربان تھیواں، سائیں حکم کرو میرا اسروی حاضر اے" میاں صاحب نے جب حضرت امیر شریعت کا ذکر کیا کہ وہ بھی تشریف لائیں گے تو پیر صاحب کھل اٹھے۔ کہنے لگے "حضرت نال ملاقات تھی ویسی سنیا ہا سیدؔ وڈا جنڑاں ہائی" یعنی میں نے سنا ہے کہ شاہ صاحب بڑے بہادر ہیں۔ میاں صاحب نے کہا آپ سے ملاقات ضرور کرادیں گے۔ پیر صاحب نے کہا "باقی گال تے سید صاحب نال ملاقات دے بعد ہوسی" باقی ایہہ مرزائی تے عصمت اللہ میری شکل ویکھدیاں انج بھج ویسن جیویں کاں غلیل توں ڈر کے بھج ویندا (یعنی یہ مرزائی اور عصمت اللہ تو میری شکل دیکھتے ہی ایسے بھاگ جائیں گے جیسے کوا غلیل سے ڈر کر بھاگ جاتا ہے) چنانچہ پیر صاحب کو شاہ جی سے جلد ملاقات کا عندیہ دیا۔ اب گاؤں، گاؤں جلسے اور کارنر میٹنگز شروع ہوئیں لیکن ہمارے لئے یہ بڑی مشکل تھی کہ ہم کسی ایک امیدوار کے حق میں بات نہ کرسکتے تھے۔ عصمت اللہ کی مخالفت مرزائی ہونے کی وجہ سے تو ہو رہی تھی اور یہ مہم بڑی کامیاب تھی۔ پیر قطبی شاہ بھی مؤثر ثابت ہو رہے تھے۔ آخر ایک روز مولانا محمد علی جالندھری نے تمام مسلمان امیدواران اور ان کے ساتھیوں کو وارننگ کے انداز میں کہا کہ آپ حضرات ایک دو روز میں باہم فیصلہ کر کے کسی ایک امیدوار پر اتفاق کرلیں۔ بصورت دیگر جماعت کو اختیار ہوگا کہ وہ کسی ایک کے حق میں فیصلہ کرلے؟ ادھر چک جھمرہ میں مجوزہ جلسۂ عام کی تاریخ بھی آگئی مقررہ دن چک جھمرہ ریلوے اسٹیشن پر اور شہر میں پولیس کا خصوصی اجتماع اور انتظام تھا۔ لائل پور کی جماعت کا رابطہ صبح ہی سے لاہور دفتر سے تھا اطلاعات آرہی تھیں کہ سیالکوٹ، گوجرانوالہ، وزیر آباد اور دیگر شہروں سے رضاکار پہنچ رہے ہیں۔ لائل پور سے احرار کارکن اور رضاکار جن میں مولانا حبیب اللہ احرار، مولانا تاج محمود، خواجہ جمال الدین، مرزا غلام نبی جانباز، شیخ خیر محمد، شیخ عبدالمجید امرتسری، محمد یعقوب اختر، حاجی اللہ رکھا بٹالوی، سالار امان اللہ خاں، مولوی محمد طفیل جالندھری، چاچا محمد اسماعیل جالندھری، چودھری غلام لدھیانوی، سالار محمد صدیق جالندھری، لینڈ برادران، محمد رفیق، فقیر محمد، کامریڈ محمد رفیق لدھیانوی، مرزا نیاز بیگ، ملک محمد اصغر، میاں خدا بخش، میاں محمد عالم بٹالوی، مرزا چغتائی، شیخ محمد بشیر (کلاتھ مرچنٹ)، شیخ محمد شریف، محمد بشیر اور بہت سے باوردی رضاکار جلوس کی صورت میں ریلوے اسٹیشن پہنچ گئے۔ گاڑی آنے پر ریلوے انجن پر مجلس احرار اسلام کا پرچم لہرا دیا گیا۔

اور نعرہ تکبیر اللہ اکبر۔ تاج و تخت ختم نبوت زندہ باد پروقار انداز میں بلند ہورہے تھے۔ عجیب روح پرور سماں تھا۔ گاڑی روانہ ہونے ہی والی تھی کہ ایس ایس پی عبید اللہ خاں پولیس کی مسلح گارد لے کر آدھمکا۔ اور دھمکی آمیز لہجہ میں کہا کہ آپ چک جھمرہ نہیں جاسکتے۔ کیونکہ وہاں فساد کا خطرہ ہے اور یہ معاملہ امن عامہ سے تعلق رکھتا ہے۔ امن قائم رکھنا ہماری ذمہ داری ہے۔ مولانا عبید اللہ احرار نے کہا کہ ہم تو خود فساد ختم کرنے کے لئے ہی چک جھمرہ جارہے ہیں۔ مرزائیوں نے مسلمانوں کو چیلنج دیا ہے کہ چک جھمرہ میں مسلمان جلسہ نہیں کرسکتے۔ اس لئے ہم فساد نہیں جلسہ کرنے وہاں جارہے ہیں۔ ساتھ ہی رضا کاروں نے نعرہ تکبیر بلند کردیا۔ اب پوری ٹرین سے نعرے بلند ہونے لگے۔ اللہ اکبر کے نعرہ کے ساتھ ہی امیر شریعت زندہ باد مرزائیت مردہ باد، مرزائی نواز مردہ باد، کے نعرے تواتر کے ساتھ آنے لگے۔ ان ولولہ انگیز نعروں کو سنا تو سپر انداز ہوگیا اور مولانا سے کہنے لگا میں دیکھ رہا ہوں آپکے پاس اسلحہ بھی ہے اور یقیناً لائیسنس بھی ہوں گے۔ آپ مہربانی کر کے تمام اسلحہ جمع کرادیں اور رسید لے لیں تاکہ ہماری بات بھی رہ جائے۔ اس طرح خواجہ جمال الدین بٹ، مولانا عبید اللہ احرار، سالار امان اللہ خاں اور دیگر جن ساتھیوں کے پاس اسلحہ تھا بمعہ لائیسنس جمع کراکر رسیدیں لے لیں۔ اس بم پخ کے بعد پولیس چلی گئی اور گاڑی پندرہ بیس منٹ لیٹ روانہ ہوئی۔ تھوڑی دیر میں چک جھمرہ آگیا۔ فاصلہ ہی کیا تھا۔ اللہ کے ہر کام میں حکمت ہوتی ہے۔ ٹرین لیٹ ہونے کا یہ فائدہ ہوا کہ لاہور سے آنیوالی اور ملتان نیز سرگودھا سے آنیوالی گاڑیاں بھی ایک ہی وقت میں چک جھمرہ پلیٹ فارم پر آکر رکیں۔ لاہور کے رضا کار سالار اعلیٰ پنجاب چودھری معراج الدین کی سرکردگی میں اور سیالکوٹ، وزیر آباد کے رضا کار سالار بشیر احمد کے زیر کمان، گوجرانوالہ کے رضا کار سالار میر محمد رفیق صاحب کی زیر قیادت ٹرین سے نعرے لگاتے ہوئے برآمد ہوئے۔ اس طرح چک جھمرہ ریلوے اسٹیشن عجیب روح پرور نظارہ پیش کررہا تھا سینکڑوں باوردی احرار رضا کار اکٹھے ہوگئے۔ صدر مرکزیہ ماسٹر تاج الدین انصاری بھی اسی ٹرین سے تشریف لائے تھے۔ انہیں دیکھ کر رضا کاروں نے امیر شریعت زندہ باد۔ مجلس احرار اسلام زندہ باد۔ مرزائیت مردہ باد کے فلک شگاف نعرے لگانے شروع کردیئے۔ نعروں کی گونج میں ابھی ہم ایک دوسرے سے مل ہی رہے تھے کہ عصمت اللہ کے فرستادہ مسلح غنڈے جو ویٹنگ روم میں چھپے بیٹھے تھے اور موقع کے منتظر تھے میں سے عصمت اللہ مرزائی کے بھتیجے نے باہر نکل کر حضرت امیر شریعت کے نعرہ کے جواب میں بلند آواز میں مردہ باد کہا اور واپس بھاگ کھڑا ہوا۔ اسکا یہ کہنا ہی تھا کہ لاہور سے آئے ہوئے ایک رضا کار نے ڈرائینگ روم کی طرف بھاگتے اسکی پیٹھ میں چاقو گھونپ دیا۔ وہ چیخ مار کر گر پڑا تو دوسرے رضا کاروں نے اسے پکڑ کر ریلوے اسٹیشن کے آہنی جنگلہ کے اوپر سے اچھال کر باہر سرکنڈوں میں پھینک دیا۔ بس چشم زدن میں یہ واقعہ ہوگیا۔ چودھری معراج الدین سالار اعلیٰ نے فوراً کمان اپنے ہاتھ میں لے لی اور جلوس ترتیب دے دیا۔ اور چک جھمرہ شہر میں غلہ منڈی کا رخ کیا۔ آج پولیس کا انتظام معقول تھا۔ لیکن درج

بالاواقعہ اتنی تیزی سے وقوع پذیر ہوا کہ پولیس والے صرف حیران ہی ہوسکے اور خاموشی سے زخمی کو اٹھا کر ہسپتال لے گئے۔ بقیہ مرزائی غنڈے سر پر پاؤں رکھ کر بھاگ گئے۔ یہ ہماری مقابل پر پہلی فتح تھی۔ جلوس بڑے جوش و خروش اور فاتحانہ انداز میں نعرے لگاتا ہوا پورے شہر میں بازاروں کے چکر لگاتا ہوا کمیٹی باغ کے اندر جلسہ گاہ میں جا کر اختتام پذیر ہوا۔ احرار کے اس جرأت مندانہ اقدام اور مظاہرہ سے شہر ہی نہیں بلکہ گردو نواح کے دیہات میں جو لوگ عصمت اللہ کی روایتی غنڈہ گردی کے ڈر سے گھروں میں دبکے ہوئے تھے جوق در جوق جلسہ گاہ میں آنا شروع ہوگئے۔

دن کے دس بجے جلسہ کا باقاعدہ آغاز ماسٹر تاج الدین انصاری کی صدارت میں ہوا۔ تلاوت کلام پاک کے بعد مرزا غلام نبی جانباز نے ایک ولولہ انگیز نظم پڑھی۔ آج پولیس کی نفری بہت زیادہ تھی۔ ایس پی، ڈپٹی ایس پی اور علاقہ مجسٹریٹ سب ڈیوٹی پر موجود تھے۔ لیکن جلسہ گاہ پر احرار رضا کاروں کا مکمل کنٹرول تھا۔

مولانا عبید اللہ احرار، مولانا تاج محمود اور مولانا محمد علی جالندھری کے مختصر خطاب کے بعد صدر مرکزیہ کو خطاب کی دعوت دی گئی تو پنڈال میں اسلام زندہ باد، پاکستان پائندہ باد، مجلس احرار اسلام زندہ باد، امیر شریعت زندہ باد، مرزائیت مردہ باد، عصمت اللہ مردہ باد کے فلک شگاف نعروں کی گونج میں ماسٹر جی مائیک پر تشریف لائے اور اس شعر سے اپنی تقریر کا آغاز کیا۔

لے چل ہاں منجدھار میں لے چل، ساحل ساحل کیا چلنا
میری تو کچھ فکر نہ کر، میں خوگر ہوں طوفانوں کا

ماسٹر جی نے خلاف عادت اپنے دھیمے اور نرم لہجہ کو ترک کرتے ہوئے، اپنی آواز کو پُر زور بناتے ہوئے، عصمت اللہ اور اسکے غنڈہ عناصر کی سخت مذمت کرتے ہوئے کہا کہ مجلس احرار اسلام تو ۳۴، ۱۹۳۳ سے سارقان ختم نبوت کادیانیوں کا محاسبہ کر رہی ہے اور میں نے مجلس احرار اسلام کے حکم پر کادیان کی سرزمین پر "ٹَرل منارہ" (مرزائیوں کے منارۃ المسیح کا احراری نام) کے سامنے مرزا بشیر الدین کے قصرِ خلافت (غلاظت) کے مقابل غلام احمد کی جھوٹی نبوت کو للکارا۔ اور اس کذاب کے دجل و تلبیس کی دھجیاں فضاء میں بکھیر دیں، انکے جھوٹ کی ہنڈیا کو کادیان ہی کے چوراہے میں پھوڑ دیا تھا۔ کادیان کی بستی جہاں کے رہنے والوں کی زندگی مرزائیوں نے اجیرن بنا رکھی تھی اور لوگوں کو دوسرے درجہ کے شہری کے طور پر اپنا باجگزار بنا رکھا تھا۔ یہاں تک کہ کادیان کے لوگوں کی جان و مال عزت و ناموس تک مرزائیوں سے محفوظ نہیں تھے۔ میں نے مجلس احرار اسلام کی سرپرستی میں مسلمانوں کو مرزائیوں کے مقابل کھڑا کیا اور ان میں ایک نیا حوصلہ اور ولولہ پیدا کر کے عزت کیساتھ سر اونچا کر کے مرزائیوں کی متوازی حکومت کے مقابلہ میں چلنے کی جرأت پیدا کی، قصر خلافت (غلاظت) اور "ٹَرل منارہ" کے جھوٹے وقار اور دبدبہ کو خاک میں ملا دیا تھا۔